سوال

غیبت کی حقیقت

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

غیبت کرنی تو بڑا گناہ ہے ۔ مگر ہم یہ نہیں سمجھے کہ غیبت کسے کہا جاتا ہے ۔ مثلاً ایک بھائی اپنے حقیقی بھائی یا رشتہ دار کی دینی یا دنیاوی غلطی اپنے کسی دوست سے بیان کرتا ہے کہ اس نے یہ کیا وہ کیا یہ کہا وہ کہا ۔ ایسا ہے ویسا ہے کیا یہ غیبت میں شمار ہے یا نہیں واقعہ بھی صحیح ہو ۔ اگر غیبت ہے تو کوئی صورت جو جائز ہو بیان فرمائیں یا منع فرمائیں ۔ تاکہ اس سے پرہیز کیا جائے ۔ ؟ ازراہِ کرم کتاب وسنت کی روشنی میں جواب دیں جزاکم اللہ خیرا

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

مشکوۃ میں ہے :

(اول) « عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتدرون ما الغیبۃ قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ذکرک اخاک بمایکرہ قیل افرایت ان کان فی اخی ما اقول قال ان کان فیہ ما تقول فقد اغتبتہ وان لم یکن فیہ ما تقول فقد بہتہ رواہ مسلم وفی روایۃ اذا قلت لاخیک ما فیہ فقد اغتبتہ واذا قلت ما لیس فیہ فقد بہتہ » (مشکوۃ باب حفظ اللسان والغیبۃ الخ)

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے دریافت کیا کہ کیا جانتے ہو غیبت کسے کہتے ہیں ؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں ۔ فرمایا غیبت یہ ہے کہ اپنے بھائی کے متعلق تو وہ بات ذکر کرے جس کو وہ برا سمجھے ۔ کسی نے کہا ۔ اگر وہ بات اس میں موجود ہو فرمایا : یہی تو غیبت ہے اگر وہ بات جو تو کہتا ہے تیرے بھائی میں نہ ہو تو یہ بہتان ہے ۔''

(دوم) « عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قلت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم حسبک من صفیۃ کذا وکذا تعنی قصیرۃ فقال لقد قلت کلمۃ لو مزج بہا البحر لمزجتہ » رواہ احمد والترمذي وابوداؤد (مشکوۃ باب حفظ اللسان والغیبۃ الخ)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، میں نے نبی ﷺ کو کہا (آپ کی بیوی) صفیہ رضی اللہ عنہا (اگرچہ شکل کی اچھی ہے مگر اس) میں اتنا ہی عیب کافی ہے کہ قد کی چھوٹی ہے ۔ فرمایا (اے عائشہ رضی اللہ عنہا) تو نے ایسا کلمہ کہہ دیا کہ سمندر میں ملا دیا جائے تو اس پر غالب آجائے ۔''

(سوم) « عن ابی سلمۃ عن فاطمۃ بنت قیس ان ابا عمرو بن حفص طلقہا البتۃ وہو غائب فارسل الیہا وکیلہ الشعیر فسخطتہ فقال واللہ ما لک علینا من شیئ فجاءت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فذکرت ذلک فقال لیس لک نفقۃ فامرہاان تعتدفی بیت ام شریک ثم قال تلک امرأۃ یغشاہا اصحابی اعتدي عندابن ام مکتوم فانہ رجل اعمی تضعین ثیابک فاذاحللت فاذنینی قالت فلما حللت ذکرتہ لہ ان معاویۃ بن ابی سفیان واباجہم خطبانی فقال اماابوالجہم فلایضع عصاہ عن عاتقہ واما معاویہ فصعلوک لامال لہ انکی اسامۃ بن زید فکرہتہ ثم قال انکحی اسامۃ فنکحتہ فجعل اللہ فیہ خیرا واغتبطت وفی روایۃ عنہافاما ابوجہم فرجل ضراب للنساء رواہ مسلم وفی روایۃ ان زوجہا طلقہاثلاثاً فاتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لانفقۃ لک الاان تکونی حاملاً» (مشکوۃ باب العدۃ فصل اول)

''ابوسلمہ ؒ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ اس کے خاوند عمرو بن حفص رضی اللہ عنہ نے اس کو بتہ (فیصلہ کن) طلاق دیدی، اور وہ غیر حاضر تھا۔ اس کے وکیل نے نفقہ کےلیے جَو بھیجے۔ فاطمہ ناراض ہوگئی، وکیل نے کہا، خدا کی قسم! تیرا ہمارے ذمہ کوئی حق نہیں، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی آپ ﷺ نے فرمایا، تیرے لیے نفقہ کا کوئی حق نہیں، پھر آپ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ام شریک کے گھر عدت بیٹھنے کا حکم دیا۔ پھر فرمایا کہ ام شریک کے گھر میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی آمدورفت ہے تو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے گھر عدت بیٹھ۔ یہ نابینا ہے تو کپڑے اتار سکے گی۔ جب تیری عدت پوری ہوجائے تو مجھے اطلاع دے۔ فاطمہ کہتی ہے جب میری عدت پوری ہوگئی تو میں نے آپ ﷺ کے پاس ذکر کیا کہ معاویہ بن ابی سفیان اور ابوجہم رضی اللہ عنہ نے نکاح کی خواہش کی ہے۔ فرمایا ابوجہم رضی اللہ عنہ تو اپنی لاٹھی کندھے سے نہیں رکھتا اور معاویہ رضی اللہ عنہ غریب ہے اس کے پاس مال نہیں تو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے نکاح کرلے میں نے اس کو مکروہ جانا۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا، اسامہ سے نکاح کرلے۔ میں نے اسامہ سے نکاح کرلیا۔ خدا نے اس میں برکت کردی اور میں رشک کے قابل ہوگئی۔ اور ایک روایت میں ہے۔ ابوجہم رضی اللہ عنہ عورتوں کو بہت مارتا ہے اس کو مسلم نے روایت کیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے خاوند نے اس کو تین طلاقیں دے دیں۔ وہ نبی ﷺ کے پاس آئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا، تیرے لیے نفقہ کا کوئی حق نہیں۔ مگر اس صورت میں کہ حاملہ ہوتی۔''

ان تین احادیث سے غیبت کا حال واضح ہوگیا۔ پہلی حدیث غیبت کی حقیقت کو بیان کرتی ہے کہ جو عیب کسی میں ہو اس کا ذکر غیبت ہے اور جو عیب موجود نہ ہو اس کا ذکر بہتان ہے۔ دوسری حدیث سے معلوم ہوا کہ پیدائشی عیب کا ذکر بھی اسی حکم میں ہے تیسری حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض صورتوں میں عیب کا ذکر غیبت نہیں۔ بلکہ شرعا اس کا ذکر ضروری ہے مثلاً کسی کو صلاح مشورہ دینا ہو جیسے رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت قیس رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیتے ہوئے فرمایا کہ ابوجہم رضی اللہ عنہ عورتوں کو مارتا بہت ہے اور معاویہ رضی اللہ عنہ فقیر ہے اس کے پاس کچھ نہیں اور اسی قسم سے روایوں کے حالات ہیں۔ یعنی جن روایوں کی معرفت احادیث نبویہ ﷺ اور آثار سلف ہم تک پہنچے ہیں۔ محدثین نے ان حالات میں کتابیں لکھی ہیں اور جو کسی میں عیب تھا بیان کردیا۔ یہ دین کی حفاظت کےلیے اور ہماری خیر خواہی کےلیے۔ ورنہ ہمیں دین کا پتہ لگانا مشکل ہوجاتا۔ اور اہل بدعت کی تردید اور کسی کے غلط مسائل کا تذکرہ یہ نیت حفاظت دین بھی اسی قسم سے ہے۔ اسی طرح مظلوم کو اجازت ہے کہ اپنی دادرسی کےلیے ظالم کے عیب بیان کرے اور اگر کوئی شخص دوسرے کے پاس اس نیت سے کسی کا عیب ذکر کرے کہ یہ اس کو نصیحت کرے تاکہ وہ اس برائی سے باز آجائے اور اس کو امید ہو کہ اس کی نصیحت اس کو مفید ہوگی تو یہ بھی غیبت میں داخل نہیں۔ خلاصہ یہ کہ عیب والے کی یا دوسرے کی خیر خواہی کی نیت ہو تو اس صورت میں عیب کا ذکر غیبت نہیں ورنہ غیبت ہوگا۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اہلحدیث

کتاب الایمان، مذاہب، ج1ص165